وطن کو سدھار گیا۔ اور فرنگی کا مرزائی گماشتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہار گیا۔

نواب آف کالا باغ نے برطانوی سرکار سے اپنا وعدہ الفاء کیا اور ایک کرائے کے قاتل کے ذریعے ۲۳ اور ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب کو اپنے گھر میں بحالتِ خواب بندوق سے مسلسل فائرنگ کر کے اسلامیانِ ہند کی آنکھوں کے تارے، غریب مخلص مجاہد و عالمِ دین اللہ اور اس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ میں سینکڑوں میل پیدل چل کر فانِ جویں پر قناعت کرنے والے واعظ، اور اس ضیغمِ اسلام کو شہید کرا دیا۔ اور اسلام کے اس بازوئے شمشیر زن کو جسم سے جدا کر دیا۔ قاتل جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں کے خریدار اللہ کے قہر و غضب کے طلب گار۔ اے کاش کہ وہ یہ جانتے کہ جس مبارک زبان کو وہ خاموش کرنے کے درپے ہیں۔ یہ زبان ہمیشہ اللہ کے فرمانِ برحق کے لئے وا ہوئی۔

گلے کٹ تو سکتے ہیں حق کے پرستاروں کے
مگر حق کی آواز دبائی نہیں جاتی یارو

ہمارا بلند مرتبہ غازی محمد گل شیر خان شہید اب ہم موجود نہیں مگر اس کی پاک روح ہند و پاک کے مسلمانوں کو اور خصوصاً اپنے ناقدرشناس وطن اور بدنصیب خطّہ کے انسانوں کو جنہوں نے ایک گوہرِ بے بہا اپنے ہاتھوں خود کھو دیا۔ پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ صرف اللہ ہی کی تابعداری کرو۔ اور اسی ایک سے ڈرو۔ اسی غیر فانی ہستی کا قانون لائقِ عمل ہے۔ فانی انسان کا بنایا ہوا قانون ناقص، باطل اور ناقابلِ اعتناء ہے۔ حکم بھی اللہ کا ہے اور ملک بھی اللہ کا ہے۔

دہر سے رسمِ غلامی مٹانے کے لئے
سکۂ توحید دل پر بٹھانے کے لئے
پرچمِ اسلام کو احرار جب لہرائیں گے
نعرۂ شہیدانِ حق سے آسماں تھرائیں گے
جب کبھی میدانِ وفا میں یاد تیری آئیگی
روح اپنی جوششِ کردار سے بھر جائیگی
ختم کردیں گے ستم رانوں کا بے ہنگام شور
دہر کے ظلمت کدے سے اہرمن زادوں کا زور

غازیانِ احمدِ مختار مٹ سکتے نہیں
خادمانِ مجلسِ احرار مٹ سکتے نہیں

محمود الحسن قریشی ۔ ایم اے

اکھنڈ بھارت۔ مرزائیوں کا عقیدہ

مرزا بشیر الدین کا الہام ، سر ظفر اللہ کا باؤنڈری کمیشن میں سازشی کردار اور بھارتی صحافی جمنا داس اختر کے انکشافات

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کے اکابرین شروع دن سے قوم اور حکمرانوں کو خبردار کرتے چلے آ رہے ہیں کہ مرزائی "اکھنڈ بھارت" کے حامی ہیں اور اس کا قیام موسیو بشیر الدین کے جھوٹے الہام کی بنیاد پر ان کے عقیدہ میں شامل ہے ۔ اگر مرزائی اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو ان کی بھرپور کوشش ہوگی کہ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنا دیا جائے کیونکہ قادیانی مذہب کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کے لئے ایک لادین ریاست کا ہونا ضروری ہے اسی لئے جہاں مرزائی اپنی بھرپور توانائیاں پاکستان توڑنے میں صرف کر رہے ہیں وہاں ان کی کوشش یہ بھی ہے کہ بعض لادین سیاسی لیڈروں سے گہرے روابط قائم کر کے پاکستان کی اسلامی حیثیت کو ختم کیا جائے اور اسے سیکولر سٹیٹ قرار دلوایا جائے۔ یہ ایک گھناؤنی سازش ہے جس کو پروان چڑھانے کے لئے نہ صرف لادین اور ملک دشمن سیاست دانوں کو خریدا گیا بلکہ بے ضمیر قلم فروشوں کے ایک طائفہ خبیثہ سے بھی سودا بازی کی گئی جس کے تحت نام نہاد دانشور اپنے اخباری کالموں، فضول قسم کے مقالات اور کرائے پر لکھے جانے والے مضامین میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ "قائداعظم پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے" حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔

دوسری طرف اسرائیل واحد ملک ہے جو یہودیت کے نام پر وجود میں آیا لیکن مرزائیوں نے پاکستان کے استحکام و بقا کی بجائے اسرائیلی مفادات کے تحفظ کے لئے کام کیا جس کا ثبوت اسرائیل میں قادیانی مشن کا قیام ہے ۔ یہ قادیانیوں کی منافقانہ اور مسلم کُش پالیسیاں ہی تھیں جن کی وجہ سے ہمیشہ

پاکستان کو نقصان پہنچا۔ ایم ایم احمد (قادیانی) نے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے ملک کی اقتصادی پالیسیوں کو برباد اور کھوکھلا کر کے رکھ دیا اور آنجہانی سر ظفر اللہ نے وزارتِ خارجہ میں رہ کر ملک دشمن خارجہ پالیسیاں بنائیں اور وزارتِ خارجہ کو مرزائیت کی تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ اس نے قائدِاعظم کی وفات پر اس لئے ان کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ وہ قادیانی عقیدہ کے مطابق تمام مسلمانوں اور قائدِاعظم کو کافر سمجھتا تھا، سر ظفر اللہ نے قائدِاعظم کا ساتھ کیوں دیا؟ اور وہ مسلم لیگ میں کس لئے شامل ہوا؟ ممتاز بھارتی صحافی جمنا داس اختر نے اپنے ایک کالم میں اس راز سے پردہ اٹھایا ہے جسے روزنامہ جنگ لاہور نے ۲۴ مئی کی اشاعت میں صفحہ اول پر کچھ اس طرح شائع کیا ہے۔

- "سر ظفر اللہ بھارت میں ہی رہنا چاہتے تھے۔
- سردار پٹیل کی مخالفت کے باعث انہوں نے قائدِاعظم سے سمجھوتہ کر لیا۔
- انہوں نے بتا دیا تھا کہ پاکستان میں قادیانیوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔" (جمنا داس اختر)

نئی دہلی (رپورٹ مقبول دہلوی) بھارت کے صحافی جمنا داس اختر نے اپنے ایک کالم میں لکھا ہے کہ پاکستان کے سابق قادیانی وزیر سر ظفر اللہ خان تقسیم ہند کے خلاف تھے۔ خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود تقسیم ہند سے بہت پہلے کانگریس کے بہت نزدیک آ گئے تھے۔ تقسیم ہند سے دو سال پہلے انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے خلیفہ قادیان نے کانگریس کی تعریف کی تھی وہ احمدیوں کو انڈین کانگریس میں شرکت کرنے کی ہدایت جاری کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ سر ظفر اللہ خان نے خلیفہ قادیان کو بتا دیا تھا کہ برطانوی حکومت ہند کو بہر صورت تقسیم کرنا چاہتی ہے اور پاکستان میں احمدیوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی اس لئے احمدیوں کو بھارت میں ہی رہنا چاہئیے مگر سردار پٹیل نے سر ظفر اللہ خان کو انڈین وزارت میں لئے جانے کی تجویز کی شدید مخالفت کی اور یوں سر ظفر اللہ نے قائدِاعظم سے سمجھوتہ کر لیا اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر عبوری وزارت میں شامل ہو گئے۔"

اس پوری خبر میں بہت سے سوالات کا شافی جواب موجود ہے۔ قادیانیوں نے پاکستان کا ساتھ صرف اپنا سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے دیا بلکہ شروع دن سے ہی اس ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ پاکستان کا خاتمہ اور اکھنڈ بھارت کا وجود نہ صرف قادیانیوں کی سیاسی ضرورت ہے بلکہ ان کا مذہبی عقیدہ بھی ہے اور اسی عقیدے کے تحت یہ "عارضی پاکستان"

کے حامی بنے اور اب اسی عقیدے کے تحت اسے توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کے لئے ثبوت مرزا بشیرالدین محمود کا وہ الہام ہے جو ان کے اپنے اخبار "الفضل" قادیان میں شائع ہوا۔ اکھنڈ بھارت کا پورا الہام ملاحظہ فرمائیں۔

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد بره اللہ تعالیٰ کا تازہ ترین الہام

اکھنڈ ہندوستان

مجلس عرفان۔ مورخہ ۳ ماہ شہادت

قادیان ۳ ماہ شہادت۔ آج بعد نماز مغرب حضور نے چودھری اعجاز نصراللہ صاحب ابن جناب چودھری اسداللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لا کا نکاح محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت خلیفہ عبدالرحیم صاحب جموں کے ساتھ تین ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا اور دعا فرمائی اور اس کے بعد مجلس میں رونق افروز ہو کر جواہرات فرمائے ان کا ملخص پیش کیا جاتا ہے:۔

ابتداء میں حضور نے اپنا ایک رویاء بیان فرمایا جس میں ذکر تھا کہ گاندھی جی آئے ہیں اور حضور کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں۔ اور ذرا سی دیر لیٹنے پر اٹھ بیٹھے اور گفتگو شروع کر دی۔ دوران گفتگو میں حضور نے گاندھی جی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے اچھی زبان اردو ہے۔ گاندھی جی نے بھی اس کی تصدیق کی اس کے بعد حضور نے فرمایا دوسرے نمبر پر پنجابی ہے۔ گاندھی جی نے اس پر اظہار تعجب کیا مگر آخر مان گئے۔ اس کے بعد رویاء میں نظارہ بدل گیا۔ اور حضور گاندھی جی کے کہنے پر عورتوں میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے مگر وہ بہت تھوڑی آئی ہوئی تھیں اس لئے حضور نے تقریر نہ فرمائی۔

اس رویاء کی تعبیر میں حضور نے فرمایا کہ یہ موجودہ فسادات کے متعلق ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہندو مسلم تعلقات اس حد تک نہیں پہنچے کہ صلح نہ ہو سکتی ہو۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد کوئی بہتر صورت پیدا ہو جاتے اس کے بعد ایک دوست نے اپنی دو خوابیں بیان کیں جو موجودہ فسادات کے متعلق تھیں!

سلسلۂ کلام جاری کرتے ہوئے حضور نے فرمایا جہاں تک میں نے ان پیش گوئیوں پر نظر دوڑائی جو مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی گئی پیش گوئیاں بھی جو ہندوؤں کے متعلق ہیں اسی طرف اشارہ کرتی ہیں (مثلاً جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد کی جے اور رودر گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ ہندو قوم میں بھی ہمیں کامیابی دے گا اور انہیں حلقہ بگوشِ احمدیت ہونے کی توفیق ملے گی۔ ہندوستان میں تین مذہبی جماعتیں پائی جاتی ہیں اور ساری دنیا میں بھی ان کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے۔ باقی قومیں کل آبادی کا پانچواں چھٹا حصہ ہیں۔ مسلمان اور عیسائی پچاس پچاس کروڑ کے قریب ہیں اور ہندو تیس کروڑ۔ یہ کل ایک ارب تیس کروڑ عظیم ترین اکثریت ہے۔ دنیا کی کل آبادی دو ارب ہے۔ اور باقی ساری قومیں اور مذاہب صرف ستر کروڑ بنتے ہیں۔ ان تینوں قوموں کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور پر مبعوث فرمایا گیا ہے اور ان تینوں قوموں کو راہِ راست پر لانا حضور کا اصل کام ہے۔ مسلمانوں کے لئے حضور کو مہدی مقرر کیا گیا ہے۔ ہندوؤں کے لئے کرشن اور عیسائیوں کے لئے مسیح بن کر آئے ہیں اور یہ صاف بات ہے کہ یہ تینوں قومیں اگر صرف ہندوستان میں احمدیت کو مان لیں تو باقی دنیا کا ماننا کوئی مشکل نہیں۔ ہندوستان بہت وسیع ملک ہے اور اسے احمدی بنانا بہت مشکل کام ہے۔ مگر یہ جتنا مشکل کام ہے اُتنے ہی اس کے نتائج شاندار ہیں یہ اتنی مضبوط اور وسیع بیس ہے کہ اس پر جتنی بڑی عمارت بنائی جائے بن سکتی ہے اگر سارا ہندوستان احمدی ہو جائے تو باقی دنیا کو احمدی بنانے کے لئے ایک احمدی کے حصہ میں صرف تین یا چار آدمی آتے ہیں جنہیں وہ نہایت آسانی سے احمدی بنا سکتا ہے اور کوئی مشکل نہیں حقیقت یہی ہے کہ

ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیّت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں

احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہندو مسلم سوال اُٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے عارضی طور پر افتراق ہو (اسی لئے جماعت احمدیہ کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے) اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں ــــــ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔

مرتبہ: منیر احمد وینس احمدی۔ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء

اس الہام کی روشنی میں قادیانیوں کے کردار کا ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے باؤنڈری کمیشن میں ظفر اللہ کی شرکت سے ہی کام شروع کر دیا تھا کیونکہ یہ مسلم لیگی وکیل تھا انہی لئے اس نے کیس کچھ اس طرح تیار کیا کہ مسلم اکثریتی ضلع گورداسپور کو طشتری میں سجا کر بھارت کو پیش کر دیا جس سے راوی کا پانی اور کشمیر میں داخلے کا راستہ خود بخود انڈیا کو مل گیا۔ ان احمقانہ اور تباہ کن تجاویز کے پیچھے کون سے ہاتھ کارفرما تھے؟ ان کو دیکھنے کے لئے مرزا بشیر الدین محمود کا یہ الہام اور سر ظفر اللہ کی کتاب تحدیث نعمت میں ان کا یہ انکشاف ملا کر دیکھئے۔

"خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود نے مسلم لیگ کا کیس تیار کرنے میں گرانقدر مدد فرمائی اور اپنے خرچ پر دفاعی امور کے ماہر پروفیسر سپیٹ کی خدمات انگلستان سے حاصل کی گئیں جو نقشہ جات کی مدد سے تمام دفاعی پہلو سر ظفر اللہ کو سمجھاتا رہا۔"

تقسیم ہند کے موقع پر سر ظفر اللہ کے گھناؤنے سازشی کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے جناب سلیم الحق صدیقی اپنے مضمون "تقسیم ہند اور مرزائی" میں لکھتے ہیں کہ

"اس سلسلہ میں ایک نظریہ یہ ہے کہ قادیانی اپنے مرکز قادیان کو کسی صورت میں بھی